بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

النُّور

فروری ۱۹۸۶ء

جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کا ترجمان

امیر و مبلغ انچارج : شیخ مبارک احمد

ادارہ تحریر : قریشی مقبول احمد

مفتی احمد صادق

حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ منظوم کلام

اے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو ! تم بنو مشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامان دمار

گالیاں سن کر دعا دو ! پاکے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی !
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار

پھر فرماتے ہیں :-

میں ہوں ستم رسیدہ ان سے جو ہیں رمیدہ
شاہد ہے آب دیدہ واقف بڑا یہی ہے

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published under the supervision of Maulana Sheikh Mubarak Ahmad, Ameer & Missionary Incharge, U.S.A., for the **Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**, 2141 Leroy Place, N.W., Washington, D.C., 20008. Phone: (202) 232-3737

Printed at the Fazl-i-Umar Press, and distributed from Athens, Ohio 45701

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. BOX 338
ATHENS, OHIO 45701

Non Profit Org.
U.S. POSTAGE
PAID
ATHENS OHIO
PERMIT #143

میں دِل کی کیا سناؤں، کس کو یہ غم بتاؤں
دُکھ درد کے ہیں جھگڑے مجھ پر بلا یہی ہے

دیں کے غموں نے مارا اب دِل ہے پارہ پارہ
دلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے

جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربتِ تلاقی حرص ہوا یہی ہے

جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
منہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اِس دلبرِ ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے

خُلاصہ خُطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"معاشرے کی اصلاح ہر فردِ جماعت کا کام ہے"

"اِصلاحِ اعمال کے لئے قولِ سدید ضروری ہے"

بتاریخ ۱۵ نومبر ۱۹۸۵ بمقام مسجد فضل لندن

(مرتبہ مکرم ہادی علی صاحب چوہدری مبلغ سلسلہ)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تربیتی خطبات کا بابرکت سلسلہ شروع فرمایا ہے اس کے تحت مورخہ ۱۵ نومبر حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے قول سدید کی اہمیت و ضرورت کو نہایت احسن رنگ میں اور موثر طور پر واضح فرمایا اور ساری جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ برائیوں کا سدباب کرنا اور معاشرے کی اصلاح کرنا ہر فردِ جماعت کا کام ہے اسلئے ہر شخص کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں شریک ہونا چاہیئے اور تمام انفرادی اختلافات کو فی الفور ختم کر کے اخوت و محبت کا شاندار نمونہ دکھانا چاہیئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطبہ کا خلاصہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

قولِ سدید کی اہمیت

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ الاحزاب کی آیات ۷۱ و ۷۲ تلاوت فرمائیں جو مع ترجمہ درج ذیل ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو بیچدار نہ ہو،
(بلکہ سچی ہو)
(اگر تم ایسا کرو گے) تو اللہ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا۔ اور
تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے
رسول کی اطاعت کرے وہ بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ: قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح عبادت اور دعوت الی اللہ کا صبر سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اسی طرح اصلاح اعمال کا قول سدید سے بہت پختہ تعلق ہے اور جس طرح قرآن کریم نے اس تعلق کو قائم کیا ہے، کسی اور مذہب کی تعلیم میں یہ بیان نہیں کیا گیا اور اس فرمان کو نظر انداز کرنے سے بہت سی برائیاں پھیلتی ہیں اور اس کا علم نہ ہو سکنے کی وجہ سے اصلاح احوال کی صورت نظر نہیں آتی۔ اعمال کی اصلاح کیلئے قول سدید ضروری ہے۔ اگر بات میں پیچ ہو اور سیدھی بات نہ ہو اور غرض یہ ہو کہ اصلاح کی جائے تو ایسی کوشش ناکام ہو جاتی ہے۔

کارکنانِ جماعت کو نصیحت

فرمایا۔ جماعت کے کارکن ویسے تو تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر قائم ہوتے ہیں مگر بعض اوقات بشری کمزوری کی وجہ سے اور بعض اوقات لاعلمی کی بناء پر قول سدید سے ہٹ جاتے ہیں جس کی وجہ سے اصلاح اعمال میں کامیابی نہیں ہوتی اور بعض اوقات نیکی کی وجہ سے مخفی تکبر ہوتا ہے جو اصلاح کے راستے میں روک بن جاتا ہے مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ ہم تو خدا کیلئے تمہارے پاس آئے تھے مگر تم ہماری بات نہیں سنتے یا ہم چندہ لینے آئے تھے مگر تم ہمیں چندہ نہیں دیتے۔ وغیرہ وغیرہ۔
فرمایا۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ تمہاری اس نیکی کا خدا تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں۔ آنحضرتؐ پر کوئی احسان نہیں۔ اپنی نیکیوں کا اجر خدا تعالیٰ سے مانگو۔ پس اگر خدا کیلئے گھر سے نکلے ہو تو ایسی دل شکنیاں اور تلخیاں برداشت کرنی پڑیں گی۔ جو خدا تعالیٰ کی خاطر گھر سے ایسے کاموں کیلئے نکلتا ہے، اُسے خدا کیلئے ایسے سلوک کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ بلکہ جب کوئی اس نظریہ سے نکلے گا تو ہر تکلیف اور دکھ اور ذلت کے نتیجہ میں اُسے مزہ آئے گا اور اُس کی عزت میں اضافہ ہوگا۔ یہ بات صرف مالی اُمور سے ہی تعلق نہیں رکھتی بلکہ عبادات کی طرف ترغیب دلاتے وقت بھی ایسے مواقع آتے ہیں جبکہ کسی سے کچھ مانگا نہیں جاتا لیکن پھر بھی دوسری طرف سے دل شکنی پیدا ہوتی ہے۔

تمام افرادِ جماعت کو نصیحت

فرمایا۔ بعض اوقات جنکو نصیحت کی جاتی ہے اگر انہیں بھی قول سدید کی عادت نہ ہو تو وہ نصیحت کو اِدھر اُدھر کر دیتے ہیں اور بات کو ٹال دیتے ہیں یا پھر مقابلہ شروع ہو جاتا ہے کہ تم پہلے اپنی فکر کرو اور اپنے گھر بار کی فکر کرو، پھر ہمیں نصیحت کرنا۔ اس طرح دونوں کا تعلق نیکی سے کٹ جاتا ہے۔ بہرحال بات پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا بات اچھی کہی جا رہی ہے کہ نہیں۔ اگر بات اچھی کہی جا رہی ہے تو قبول کر لینی چاہیئے اور اُسے چھوڑنا نہیں چاہیئے، کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ پس اسے اپنی سمجھ کر قبول کر لینا چاہیئے۔
فرمایا کہ یہ بیماری عورتوں میں زیادہ ہے جس کا علم طعنہ کی رپورٹوں سے ہوتا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طرف سے بات میں کجی ہوتی ہیں جسکی وجہ سے ناصح اور جسے نصیحت کی جا رہی ہے، دونوں اصلاح سے محروم ہو جاتے ہیں۔

غیبت سے اجتناب کی ہدایت

فرمایا کہ قول سدید کا یہ بھی معنیٰ ہے کہ تمہارا نشانہ سیدھا ہو۔ اگر جہاں بات کرنی ہو وہاں نہ کی جائے اور جہاں بات کا تعلق ہی نہ ہو وہاں کر دی جائے تو اس سے کئی گنا زیادہ گناہ ہوتا ہے اور نتیجہ بہت بُرا نکلتا ہے اور معاشرے میں مایوسی اور فتنہ پیدا ہوتی ہے اور غیبت کی بیماری پھیلتی ہے۔

بار بار نصیحت کا فائدہ

فرمایا کہ قول سدید کے ساتھ نصیحت کا بہت زیادہ تعلق ہے ورنہ جہاں ایک دوسرے کو نصیحت نہ کی جائے اور بدیوں سے روکا نہ جائے تو وہاں بدی میں لذت پیدا ہوتی ہے۔ مگر جہاں بار بار نصیحت ہو وہاں بدی سے لطف نہیں اُٹھایا جا سکتا۔

نصیحت کا طریق

فرمایا کہ جماعت کو چاہیئے کہ نصیحت کے اچھے اچھے طریقے استعمال کریں۔ حالات کی طرف توجہ دلائیں اور نصیحت کریں۔ قرآن کریم کی آیات، احادیث نبویہ اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال پیش کر کے بُری باتوں سے باز رکھنے کی طرف توجہ دلائیں۔

لین دین اور ازدواجی معاملات میں قولِ سدید کی اہمیت

لین دین کے معاملات میں خرابیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ان جھگڑوں کی اصل وجہ بھی یہی ہوتی ہے کہ ابتداء میں بات سیدھی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح میاں بیوی، باپ بچوں کے تعلقات کی خرابیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ وہاں بھی قول سدید کے فقدان کی وجہ سے یہ تعلقات خراب ہوتے ہیں اور میاں بیوی کے جھگڑوں کی ابتداء اُسی وقت سے ہوتی ہے جب رشتے طے کرتے وقت بعض امور کو مخفی رکھا جاتا ہے اور قول سدید سے بات نہیں کی جاتی۔

عدل، احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ کے متعلق اسلامی تعلیم

بچوں کے معاملہ میں زیادتی کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ بعض مرد جو اپنی بیویوں سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور دوسری شادیاں بھی کر لیتے ہیں وہ اپنے پہلے بچوں کی وجہ سے اُن کی ماؤں کو تکلیف دیتے ہیں۔ قاضی تو قانون کی وجہ سے بچہ اُسکے باپ کو دینے پر ہی مجبور ہوگا مگر اسلام کی تعلیم یہ صاف بتاتی ہے کہ کبھی ماں کو بچے کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے۔ اسلئے اسلام صرف انصاف پر ہی مبنی نہیں بلکہ حسنِ احسان کی تلقین بھی کرتا ہے۔ فرمایا۔ پس احمدی معاشرہ صرف انصاف پر ہی مبنی نہیں۔ یہ تو پہلا قدم ہے۔ اسے پہلے انصاف سے بھر دیں پھر اسمیں حسن و احسان داخل کریں اور پھر اسے ایتائے ذی القربیٰ میں داخل کر دیں اور پھر اُن قوموں کا انتظار کریں جو اسلام کی آغوش میں آنے کیلئے تیار ہیں

ہر فردِ جماعت کے نام پیغام

فرمایا۔ ان برائیوں کا سدِّباب ہر فردِ جماعت کا کام ہے۔ معاشرے کی اصلاح کوئی آسان کام نہیں بلکہ اس کیلئے بہت سی خوبیوں کی ضرورت ہے۔ تقویٰ کی ضرورت ہے کیونکہ قولِ سدید کے ساتھ تقویٰ ضروری ہے۔ ورنہ قولِ سدید بذاتہٖ برائیاں دُور نہیں کر سکتا۔ حضور نے شمالی یورپ کی مثال دی کہ ان میں مشرقی قوموں کی نسبت قولِ سدید بہت زیادہ ہے مگر پھر بھی برائیاں بہت زیادہ ہیں کیونکہ قولِ سدید کے ساتھ تقویٰ نہیں۔ پس قولِ سدید کا تقویٰ کے ساتھ خدا تعالیٰ نے پیوند کر کے اصلاحِ اعمال کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے متعلقہ بالا آیت قرآنی کی مزید بصیرت افروز تفسیر بیان فرمائی اور فرمایا کہ
میں امید کرتا ہوں کہ جماعت ان سب کمزوریوں پر نظر کر کے اصلاحِ احوال کی کوشش کرے گی۔

وقفِ جدید کی تحریک کا اعلان

امریکہ، انگلستان اور دوسرے ممالک کے احمدیوں کو شامل ہونے کی دعوت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۷ دسمبر ۸۵ء وقفِ جدید کی تحریک پر ایک اہم خطاب ارشاد فرمایا۔ جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ جدید کی اہم تحریک کے اغراض و مقاصد اس کی اہمیت اور اعلیٰ کارکردگی کو بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس تحریک کو دو بڑی اغراض کیلئے قائم فرمایا تھا۔

اوّل۔ دیہات میں رہنے والے احمدیوں کی نئی نسل کی بالخصوص دینی، علمی اور روحانی تربیت کیلئے

دوم:۔ پاکستان میں بسنے والے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کیلئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ کئی سالوں سے اس تحریک کے زیر انتظام دونوں مقاصد کی تعمیل میں ہونے والے امور کا ذکر فرمایا۔ اور اس ضمن میں کی گئی جدوجہد کے نتیجہ میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی فضل نازل ہوئے اور بابرکت نتائج سامنے آئے ان سے جماعت کو آگاہ فرمایا۔

اسی ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ جدید کے زیر انتظام جو معلمین مقرر ہیں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دیہات اور سندھ کے علاقہ تھرپارکر میں ہندو مذہب کی وہ آبادی جو پسماندہ اقوام سے تعلق رکھتی ہے ان میں چھوٹے چھوٹے ہومیوپیتھک کلینک اور مدرسے قائم کئے جا رہے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ اس وقت تک جو بھی وقفِ جدید کے تحت کام ہوا ہے نہایت عمدہ ہے نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں لیکن سب اخراجات پاکستان نے ہی برداشت کئے ہیں۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ بیرونی جماعتیں بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لیں اور اخراجات میں شامل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اجر پائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابتدائی طور پر انگلستان کے احمدیوں کے لئے اس تحریک میں شمولیت کے لئے ایک پونڈ فی کس مقرر کرتا ہوں اور امریکہ کے لئے دو ڈالر فی کس مناسب ہوگا۔ مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ احباب اس بابرکت تحریک میں شمولیت کریں اور کوشش کریں کہ ہر جوان، بچہ، عورت، مرد سب اس میں حصہ لیں۔ اس تحریک میں حصہ لینے اور شامل ہونے کی وجہ سے دیگر چندوں میں بالکل فرق نہیں پڑنا چاہیئے۔ چند افراد بڑی بڑی رقوم دے کر اخراجات کی ذمہ داری قبول کر لیتے ہیں اس تحریک میں اس کی بجائے جماعت کے چھوٹے بڑے سب ہی شامل ہوں اور جماعت کے سب احباب اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس تحریک کو کامیاب بنائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تحریک کو تمام احباب جماعت تک پہنچانے کے لئے خاکسار یہ پیغام بھجوا رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تمام مبلغین، صدر صاحبان جماعت احمدیہ، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سمجھتے ہوئے ہر فرد تک اس پیغام کو پہنچائیں گے اور فوری طور پر اس کی تعمیل فرما دیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور کی ہر خواہش و حکم کی تعمیل کی توفیق دے، سب بہنوں بھائیوں کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ سب پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرماتا رہے اور ہم سب سے راضی و خوش رہے۔ آمین۔

والسلام خاکسار شیخ مبارک احمد
امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ امریکہ

امریکہ میں مساجد و مراکز کے قیام کیلئے مخلصانہ عطیہ جات

مکرم ڈاکٹر مرزا احمد امین بیگ صاحب آف بالٹیمور نے پانچ ہزار ڈالر کا پہلا نیشنل مارک فنڈ کے لئے وعدہ کیا تھا اور پھر ادائیگی بھی کر دی تھی۔ اب محترم ڈاکٹر صاحب نے مزید اس فنڈ میں پچیس ہزار ڈالر کا وعدہ کیا ہے اور اب پندرہ ہزار ڈالر ادا کر دیئے ہیں۔
جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب نے پورٹ لینڈ کی مسجد کے لئے پچاس ہزار ڈالر کا وعدہ کیا تھا اور اس میں سے پچیس ہزار ڈالر کی ادائیگی کر دی ہے جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔
مکرم ڈاکٹر مظفر قریشی صاحب آف ٹیکساس نے نیشنل مارک فنڈ کے لئے ایک لاکھ پچیس ہزار ڈالر ادا کئے ہیں تحفہ اولیٰ کے طور پر۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ان سب مخلصین کے نفوس و اموال میں غیر معمولی برکت دے اور دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔

زیور کی مخلصانہ پیش کش!

محترمہ بیگم صلاح الدین صاحب شمس آف سپرنگ فیلڈ نے دو سیٹ طلائی زیورات وزنی ۹ تولے نیشنل مارک فنڈ کے لئے پیش کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس مخلصانہ عطیہ کی انہیں جزائے خیر دے۔ اور اپنی برکتوں سے نوازے اور انہیں اور ان کے سب عزیز و اقارب کو اپنی حفاظت و امان میں رکھے۔ آمین۔

(والسلام خاکسار شیخ مبارک احمد)

جماعتِ احمدیہ برطانیہ کا سالانہ جلسہ

لندن۔ امسال جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا سالانہ جلسہ بمورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۸۶ء اسلام آباد (ٹلفورڈ) لندن کے نواحی علاقے میں منعقد ہوگا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اس جلسہ میں شمولیت فرمائیں گے۔ اور اپنے خطاب سے نوازیں گے۔ مزید تفصیلات اور پروگرام سے بعد میں اطلاع دی جائے گی۔

برازیل میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کیلئے اراضی

بفضل خدا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں جنوبی امریکہ کے ملک برازیل میں ساڑھے بارہ ایکڑ رقبہ اراضی مسجد و مشن ہاؤس کی تعمیر کے لئے حال ہی میں خرید لیا گیا ہے۔ مکرم اقبال احمد صاحب نجم کو برازیل میں بطور مبلغ مقرر کیا گیا ہے۔ وہ گزشتہ سال سے وہاں کام کر رہے ہیں اور تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

بر موقع مجلس شوریٰ انگلستان منعقدہ 7، 8 دسمبر 1985 بروز ہفتہ و اتوار۔

(بمقام اسلام آباد۔ ٹلفورڈ)

معزز اور مذہبی مجلس شوریٰ کے آداب

مورخہ ۸ دسمبر بروز اتوار حضور انور نے مجلس شوریٰ کے آخری اجلاس میں از راہ شفقت شرکت فرمائی اور خطاب بھی فرمایا جس کا خلاصہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے :۔

آپ نے فرمایا۔ اگرچہ میں اس مجلس شوریٰ میں دیگر مصروفیت کی بنا پر شرکت نہ کر سکا لیکن مجھے آخری نصف گھنٹے کی کارروائی سننے کا موقع ملا ہے۔ فرمایا کہ اس تجویز پر بحث کے دوران کہ جماعت کی جائیدادوں کی نگہداشت کیلئے کون سے ذرائع مفید ہو سکتے ہیں، بعض ایسی باتیں ہوئی ہیں جو جماعت احمدیہ کی روایات کے مطابق نہیں۔ دو ممبران کو اپنے نقطہ نظر کو ایوان میں پیش کرنے کے دوران اس غلط فہمی کی بناء پر ٹوکا گیا کہ شاید ان کا رویّہ امیر صاحب کے متعلق مجلس شوریٰ کے آداب کے خلاف تھا، جس پر امیر صاحب نے وضاحت کی کہ انہوں نے ان دونوں ممبران کی بات کا بُرا نہیں منایا۔ امیر صاحب کی بات سے یہ تاثر ملتا تھا کہ اگرچہ ممبران کا رویّہ تو خراب تھا لیکن امیر صاحب نے فراخدلی سے کام لیتے ہوئے ان کی باتوں کا بُرا نہیں منایا۔ حضور نے فرمایا۔ یہاں پر میں اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ میرے خیال میں ان دونوں ممبران کا رویّہ مجلس شوریٰ کے آداب کے خلاف نہیں تھا۔ وہ دونوں نظریات خواہ غلط ہی تھے لیکن پرزور طریقے سے ایوان کے سامنے پیش کر رہے تھے اور امیر صاحب بھی ان کی مشکلات کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن بفرضِ محال اگر کسی ممبر کا انداز گفتگو مجلسِ شوریٰ کے آداب کے خلاف ہوتا تو امیر صاحب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ بُرا نہ منائیں۔ یہاں پر ان کی اپنی ذات کا سوال نہیں تھا بلکہ مجلس شوریٰ کے تقدس کا سوال تھا اور پھر امیر کے مقام امارت کے احترام کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ مجلس شوریٰ ایک ایسا مقدس ادارہ ہے جس کو ہم عام دنیاوی اداروں کی طرح بحث و مباحثہ کا مرکز نہیں بنا سکتے۔ اگر امیر صاحب کو کسی وقت ذرا بھی شک ہو کہ کوئی شخص مجلس شوریٰ کی روایتی حدود سے ذرا بھی اِدھر اُدھر ہوا ہے تو امیر صاحب کا یہ فرض ہے کہ اسکو روک دیں۔ خلفائے جماعت احمدیہ سالہا سال سے مجلس شوریٰ مرکزیہ کی صدارت کرتے آئے ہیں۔ ان میں سے وہ بھی جو اپنی ذات میں بہت حلیم تھے، مجلس شوریٰ کے احترام یا مقام خلافت کی تکریم کا جہاں تک تعلق ہے، معمولی سے معمولی بات بھی برداشت نہ کرتے تھے۔ وہ دو ممبران جو اس وقت بول رہے تھے، اُن کے لہجے سے میں اُنہیں بخوبی پہچان گیا تھا۔ وہ ہرگز اُن لوگوں میں سے نہ تھے جو کسی عہدیدار کے ساتھ خواہ وہ بڑے عہدے کا مالک ہو یا چھوٹے کا، اسکے واجب احترام کو نظرانداز کر دیں۔ ہاں البتہ جو بات قواعد و ضوابط کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ امیر کی اجازت کے بغیر اظہار خیال کیا جائے۔ مجلس شوریٰ کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ ایک دفعہ نام لکھوا کر ایک شخص اپنے خیالات کا اظہار کر کے جب واپس چلا جاتا ہے تو پھر وہ بغیر خاص اجازت کے دوبارہ نہیں بول سکتا اور عام طور پر ایسے شخص کو دوبارہ آنے کی اجازت نہیں دی جاتی کیونکہ مجلس شوریٰ دوسرے جمہوری اداروں کی طرح بحث و مباحثہ کا آماجگاہ نہیں۔ بلکہ یہ ایک نہایت ہی معزز مذہبی مجلس شوریٰ ہے۔ اس میں شامل ہونے والے افراد نہایت تحمل اور بردباری سے احمدیہ کمیونٹی اور اشاعت اسلام کی بہتری کے پیش نظر اپنی آراء پیش کرتے ہیں۔ سارا وقت ماحول کو محبت و پیار کے جذبات سے خوشگوار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے اور کسی بھی فرد کو اس روایتی انداز میں رخنہ ڈال کر ماحول کو ناخوشگوار بنانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر مجلسِ شوریٰ میں شامل ہونے والے تمام افراد کو ان ذمہ داریوں کا اندازہ ہو تو وہ اپنی حدود سے باہر نہیں جائیں گے۔ اس کے برعکس اگر لوگ ایک دفعہ جذبات کی رو میں بہہ جائیں تو پھر اُن پر پابندی بڑی مشکل سے لگائی جا سکتی ہے۔ پس آئندہ مجلس شوریٰ کے دوران ان امور کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔

سب کمیٹیوں کے تقرر کے متعلق ارشاد

فرمایا۔ جماعت احمدیہ میں آج کل کمیٹی اور سب کمیٹی بنانے کا نظریہ بہت عام ہوتا جا رہا ہے۔ آپ لوگوں کے اس رجحان سے اس بات کا اندازہ تو ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو کام بہتر طریقے سے سرانجام دینے کا فکر ہے لیکن یہ طریق کار کبھی کامیاب نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اگر کسی عہدے کا کام کما حقہ نہیں ہو رہا تو اس عہدیدار کے ساتھ کمیٹی اور سب کمیٹی بنانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ جہاں کہیں ایسے حالات پیدا ہو جائیں وہاں سب سے پہلے ان وجوہات کا بنظر غائر جائزہ لینا چاہیئے جن کی وجہ سے کام رُکا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر ایک سیکرٹری جائداد کے فرائض میں جماعت کی تمام جائدادوں کی مرمت اور ان کی نگرانی وغیرہ شامل ہے۔ یہ سیکرٹری جائداد کا فرض ہے نہ کہ کمیٹی اور سب کمیٹی کا۔ اگر سیکرٹری جائداد ان فرائض کی ادائیگی میں ناکام ہوا ہے تو اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے باوجود کوشش بسیار کے وہ اس کام کو نپٹانے سے قاصر رہے تو ایسی صورت میں سب کمیٹی بنانے یا نائب کیلئے درخواست خود اُس سیکرٹری کی طرف سے آنی چاہیئے کہ اُسے مزید مددگاروں کی ضرورت ہے۔ ناکامی کی دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جس شخص کو چُنا گیا وہ اس عہدے کے اہل نہیں۔ اس صورت میں آپ اس شخص کے پاس جس کے اختیار میں اُسکو بدلنا ہو، یہ درخواست کر سکتے ہیں کہ اُس عہدے پر نظرثانی کی جائے۔ اگر وہ عہدیدار رپورٹ دے رہا ہے تو رپورٹ دیکھ کر اندازہ ہو سکے گا کہ اس کے کام میں کیا خامی ہے اور اگر وہ رپورٹ نہیں دے رہا تو اُسے رپورٹ دینے پر مجبور کیا جائے۔

یہ خیال میں سیکرٹری جائداد کے پاس جماعت کی تمام جائداد کی معلومات پر مشتمل اور مکمل فہرست موجود ہونی چاہیئے۔ اُس کا فرض ہے کہ وہ تفصیلی رپورٹ کو مجلس عاملہ میں پیش کرے۔ پھر یہ مجلس عاملہ کا کام ہے کہ اس پر تبصرہ کرے اور اس میں موجود خامیوں کی طرف اُسے توجہ دلائے اور اگر اُسے مزید مدد درکار ہو تو مہیا کی جائے۔ تمام معاملات مجلس عاملہ کی معرفت حل کئے جائیں۔ اگر مجلس عاملہ کے پاس کسی عہدیدار کے کام بخوبی سرانجام نہ دینے کی رپورٹ آئے تو پھر یہ کمیٹی کا فرض ہے کہ اسکی ناکامی کی وجوہات کی تحقیق کرے کیونکہ اسکے بغیر ایک عہدیدار کو بدل کر دوسرے کو عہدیدار بنا دینے سے بھی آپ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اسلئے پہلے عہدیدار کی ناکامی کی وجوہات کا صحیح جائزہ لینا کمیٹی کے فرائض میں داخل ہے۔

فرمایا۔ آج کی مجلس شوریٰ کی تمام تجاویز میں یہ پہلو نمایاں طور پر نظر آ رہے ہے اسی لیئے میں اس پر زور دے رہا ہوں۔ جب بھی کوئی مشکل پیدا ہو، اس کا تجزیہ کرنا آپ لوگوں کا پہلا قدم ہونا چاہیئے۔ تجاویز میں جو مسائل بیان کئے گئے ہیں، ان کے تمام پہلوؤں پر جائزہ لینے اور غور کرنے کے بعد یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ ان میں کوئی وزن بھی ہے یا نہیں۔ اس طرح سے وقت بھی ضائع نہ ہوگا۔

تبلیغی تجاویز پر تبصرہ

فرمایا۔ تبلیغی تجاویز سے متعلقہ رپورٹ سن کر مجھے اندازہ ہوا ہے کہ آپ لوگ صحیح لائنوں پر کام کر رہے ہیں اور مجلس شوریٰ میں جو تبلیغی تجاویز شامل ہوئی ہیں ان کا تعلق مروجہ تبلیغی نظام کو بدلنے کے ساتھ نہیں تھا اور نہ ہی ان کا مقصد شوریٰ میں پیش کرنے سے کوئی بنیادی تبدیلی کرنا تھی لیکن پھر بھی ان کو شمولیت کی اجازت دی گئی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ شوریٰ کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ بعض اہم موضوعات سے متعلق تجاویز کو بھی جن میں کوئی بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہو، شوریٰ میں پیش کرنے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض کے زمانہ میں اسی طرح کی بعض اہم مضامین کی حامل تجاویز کو شوریٰ میں پیش کر کے زیر بحث لانے کی اجازت دی جاتی تھی۔ لوگوں کے اس طرف توجہ دلانے پر حضرت مصلح موعود رض فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس حقیقت کا علم ہے لیکن میں نے یہ تجاویز اسلئے پیش کرنے کی اجازت دی ہے کیونکہ یہ اہم موضوع ہے اور ان پر دوبارہ بحث ہونے سے لوگ اسکی اہمیت سے خبردار ہو کر واپس جائینگے اور نمائندوں میں اس کام کو فوقیت دینے کا احساس پیدا ہو جائیگا۔ لہذا آج کی تبلیغی تجاویز کو ہم اسی زمرے میں ڈال سکتے ہیں۔ ان کو پیش کرنے کا مقصد صرف اس موضوع کی اہمیت کی یاد دہانی ہے۔ یہاں پر بھی کمیٹیاں آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گی کیونکہ تبلیغ کا کام اس وقت بہت کم ہو رہا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! اپنی سرحدوں کی حفاظت کرو اور اپنے دشمن کے ارادوں سے خبردار رہو۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلے میں "رابطو" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ رابطہ ایک ٹیکنیکل اصطلاح ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ہمیشہ اپنی سرحدوں کی حفاظت کرو اور اپنے دشمن کے ارادوں سے باخبر رہو اور ہمیشہ اپنی جنگ سرحد پر لڑنے کی کوشش کرو۔ دشمن کو اس بات کا موقع نہ دو کہ وہ تمہاری سرزمین میں داخل ہو جائے اور اگر تمہیں دشمن سے حملے کا خطرہ ہو تو جنگ دشمن کی سرزمین میں کرنے کی کوشش کرو تاکہ تمہاری سرزمین میدان جنگ نہ بن جائے۔ بدقسمتی سے جماعت احمدیہ اس اہم پہلو کو نظر انداز کر گئی ہے اور بہت کم دشمن سے رابطہ ہے۔ لوگوں میں داعی الی اللہ بننے کا احساس ضرور پیدا ہو رہا ہے لیکن حقیقت میں داعی الی اللہ بننے والوں کی تعداد بہت کم ہے اور جو داعی الی اللہ بننے کی کوشش کر رہے ہیں ان کا طریقہ کار کامیاب نہیں ہو رہا۔ ان کے طریقہ کار کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور اس میں جو کمی رہ گئی ہو اس پر نظر رکھنی چاہیئے۔ سیکرٹری تبلیغ کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو بار بار یاد دہانی کروائے اور اپنی رپورٹ مجلس عاملہ میں پیش کرے۔ فرمایا اس طریقہ کار کو اپنا کر اِنشاءاللہ تعالیٰ ترقی کے راستے کھل جائیں گے۔

رپورٹوں کے متعلق ہدایت

فرمایا۔ رپورٹ لکھنے کا مسئلہ کافی پریشان کن ہے۔ بعض لوگ رپورٹیں لکھنے میں ماہر ہوتے ہیں۔ بہت خوبصورت رپورٹ تیار کرتے ہیں لیکن ذرا غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ رپورٹ میں کچھ بھی نہیں۔ اسکے برعکس بعض [illegible] کام تو کیا ہوتا ہے لیکن رپورٹ تیار کرنے کا طریق نہ آنے کی وجہ سے یہ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ رپورٹ لکھنے والا کیا چاہ رہا ہے۔ میرے خیال میں رپورٹ لکھنے کے دوران زیادہ اہم باتیں شروع اور آخر میں لکھنی چاہیئیں۔ مثلاً اس عرصہ میں ہم نے دس نئے داعی الی اللہ تیار کئے ہیں اور بفضلِ خدا اتنے آدمی جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔ جن کے پاس وہ رپورٹیں آتی ہیں انہیں بھی اتنی مہارت ہونی چاہیئے کہ ایک سرسری سی نظر ڈالتے ہی سمجھ جانا چاہیئے اور خامیوں کی طرف انکو توجہ دلانی چاہیئے۔

سیکرٹریان سے کام لینے کے متعلق ارشاد

فرمایا۔ تمام سیکرٹریان کو خواہ وہ مرکزی ہوں یا مقامی متواتر توجہ دلاتے رہنا چاہیئے۔ انہیں بعض اوقات کھلی چھٹی دے دی جاتی ہے اور اس طرح گویا انہیں کام نہ کرنے کی ترغیب مل جاتی ہے جو نہایت تکلیف دہ امر ہے۔ اس سے ایک تو کام نہیں ہوتا دوسرے اور بھی بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ فرمایا۔ اس وقت میری مخاطب صرف یو۔کے کی جماعت ہی نہیں بلکہ دنیا کی تمام جماعتیں ہیں۔ بعض جگہوں پر امیر اپنے سیکرٹریوں سے بالکل کام نہیں لیتے اور نہ ہی انہیں کام کرنے پر ابھارتے ہیں۔ جماعت کا کام یا تو وہ خود ہی کرنا چاہتے ہیں یا ایسے افراد منتخب کر لیتے ہیں جن پر انہیں زیادہ بھروسہ ہوتا ہے۔ سیکرٹریوں کو کام نہ دے کر اور دوسرے لوگوں سے کام کروا کے وہ یہ تاثر دیتے ہیں کہ گویا سیکرٹری نااہل ہے۔ اسلئے امیر مجبور ہے کہ وہ دوسرے لوگوں سے کام کروائے۔ دوسری طرف سیکرٹری یہ خیال کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمارے کام کی کسی کو ضرورت نہیں تو ہم خواہ مخواہ دخل اندازی کیوں کریں۔ اس صورتحال کے خلاف احتجاج کر کے لوگوں کی تنقید کا نشانہ بننے سے بہتر ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے۔ بعض اوقات سیکرٹری بہت حساس ہوتے ہیں اور وہ اپنے اختیارات سے بڑھ کر حقوق جتانے شروع کر دیتے ہیں اور مجلس عاملہ میں لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے پر اعتراضات اور پھر ان اعتراضات کا جواب دینے کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس جماعت میں اس قسم کا رویہ ہرگز نہ ہونا چاہیئے جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے، جو اپنے روایتی نظم و ضبط کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جس نے اُس خلیفہ کے زیر سایہ نسل در نسل تربیت پائی ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کا خطاب دیا ہے، جس نے اسلامی نظم و ضبط کو اس جماعت کی رگوں میں خون کی طرح دوڑا دیا تھا۔ آج کل ہونے والے لڑائی جھگڑوں کے واقعات ہمیں اس

حقیقت کا احساس دلاتے ہیں کہ کسی مقام کو حاصل کر لینا ہی ہمارا مقصد نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اسے قائم رکھنا ایک ضروری امر ہے اور جب کبھی اس طرف غفلت برتی گئی تو تنزل کی ابتداء شروع ہو جاتی ہے۔ جہاں کہیں نظم و ضبط کی کمی ہوتی ہے وہاں ایسی باتیں وقوع پذیر ہونے لگتی ہیں اور جہاں ایسی باتیں ہوتی ہیں وہاں جماعت کی ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں اور نئے لوگوں کو جماعت میں داخل کرنے کی بجائے وہ نہایت سرعت کے ساتھ تنزل کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں اور اپنے ہاتھوں جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ جبکہ اس کے پس پردہ ایک معمولی سی بات ہوتی ہے جس کے نہایت ہولناک نتائج نکلتے ہیں۔ امیر کو یہ حقیقت ہرگز نہیں بھولنی چاہیئے کہ سیکریٹری کام کرنے کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ اگر وہ کام نہیں کرتے تو ان سے جواب طلبی کرنی چاہیئے اور اگر وہ بار بار کی یاد دہانی کے باوجود وہ کام نہ کریں تو جماعتی نظام میں رائج طریق کار کے تحت اسے علیحدہ کر کے کوئی اور کام کرنے والا مقرر کر لینا چاہیئے لیکن ایسے آدمی کو نظر انداز کر کے جس کا حق کام کرنے کا ہے دوسرے سے وہ کام لینے والا امیر اس قابل نہیں کہ وہ صحیح کام کر سکے۔ اس سے صحیح گائیڈ لائن پر کام کرنے کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔ آج کی تمام لٹ کا پس منظر ہی ایک عہدیدار کا اپنے فرائض کو بخوبی سرانجام نہ دے سکنا ہے۔ اس لیے آج کی لٹ کا موضوع اس خاص کمی کو اجاگر کرنے کا ہونا چاہیئے تھا۔ آپ کو امیر جماعت سے یہ سوال کرنا چاہیئے تھا کہ کیا ہم یہ سوچنے میں حق بجانب ہیں یا نہیں کہ سیکریٹری جائیداد کی ذمہ داری ان تمام امور کو سرانجام دینے کی تھی۔ اسی طرح سیکریٹری اصلاح و ارشاد کے فرائض میں فلاں فلاں کام کرنا شامل ہے یا نہیں۔ اگر ان کے فرائض میں یہ کام شامل تھے اور انہوں نے یہ کام نہیں کئے تو ہم نہایت ادب کے ساتھ پر زور درخواست کرتے ہیں کہ اس عہدہ دار کا جائزہ لیا جائے۔

اگر وہ عہدیدار یہ کام سرانجام دینے سے کسی بھی وجہ سے معذور ہیں تو ان کو علیحدہ ہو جانا چاہیئے تاکہ جماعت کے کاموں میں رخنہ اندازی نہ ہو۔ ہمیشہ اس بات کا تجزیہ کر لیا کریں کہ اصل مسئلہ کیا ہے اور پھر جب ایک دفعہ اس کی نشاندہی کر لیں تو پھر یہ مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اصل وجہ کو نظر انداز کر دیں تو اس کا ردِ عمل شدید ہوتا ہے اور ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جو ہمارے لیے تکلیف دہ بن جاتے ہیں۔

سیکریٹریان تبلیغ کیلئے خصوصی ارشاد

حضور انور نے تمام سیکریٹریان تبلیغ کو مندرجہ ذیل امور کی پابندی کی تلقین فرمائی:

(۱) سیکریٹری تبلیغ کے پاس جماعت کے تمام ممبران کے ناموں کی لسٹ موجود ہونی چاہیئے جس میں تبلیغ میں حصہ لینے والے اور حصہ نہ لینے والوں کے نام الگ الگ لکھے جائیں۔ سیکریٹری تبلیغ کو چاہیئے کہ اپنے کام کا آغاز ان لوگوں سے کرے جو تبلیغ میں حصہ نہیں لے رہے۔ انہیں اس طرف متوجہ کیا جائے اور جب وہ داعی الی اللہ بن جائیں تو پھر ان کا کام بہت بڑھ جائیگا۔ اس طرح سیکریٹری تبلیغ بھی مصروف ہو جائیگا اور کام نہ ہونے کا شکوہ نہیں رہے گا۔

(۲) تمام سیکریٹریان تبلیغ میری تمام ہدایات جو میں نے مختلف اوقات میں تبلیغ کے متعلق دی ہیں انہیں ایک نوٹ بک پر لکھ لیں اور گاہے بگاہے ان سے استفادہ کرتے رہیں۔ اس طرح انہیں معلوم ہو جائیگا کہ انہوں نے کن لائنوں پر کام کرنا ہے اور جہاں خامیاں رہ گئی ہوں، ان کی طرف توجہ کریں۔ فرمایا۔ میں نے اس مضمون کو بارہا مفصل بیان کیا ہے۔

فرمایا۔ اگر آپ اس کے مطابق عمل کریں گے تو کام بہت بڑھ جائیگا۔ اس کے بعد نئے میدان تلاش کرنے کی ضرورت پیش آئیگی۔ ابھی تو انہی POINTS کو لکھ کر اپنے پاس رکھیں کیونکہ اگر ہدایات کو نوٹ کر کے اپنے پاس رکھا نہ جائے اور بار بار نہ پڑھا جائے تو کچھ عرصے کے بعد وہ ذہن سے محو ہو جاتی ہیں اسلیئے ان کا ایک خاکہ ضرور آپ کے پاس موجود ہونا چاہیئے۔ پھر جب کوئی نئی ہدایات ملیں تو ان کو آگے لکھ لیا کریں۔ اس طرح آپ کے ذہن سے یہ بات بھی محو نہ ہوگی کہ آپ کو منتخب کرنے کا مقصد کیا ہے اور آپ کی کارکردگی کیا ہے؟ تبلیغ کے ان دو طریقوں پر عمل کر کے کافی مدت تک آپ بہترین کام کر سکیں گے اور اس طریقہ کار سے بہت جلد سیکریٹری تبلیغ کیلئے کام مہیا ہو جائے گا۔ اس وقت پھر ان کو مددگاروں کی ضرورت ہوگی۔

جماعت احمدیہ کا مقام

فرمایا۔ بدقسمتی سے وہ ممالک جو تھرڈ ورلڈ (تیسری دنیا) کہلاتے ہیں، ریزولیوشن پاس کرنے میں بہت تیز ہیں اور عمل میں وہ باقی دنیا سے پیچھے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا کسی دنیا سے تعلق نہیں۔ نہ پہلی، نہ دوسری اور نہ تیسری۔ جماعت احمدیہ کا تعلق اسلام سے ہے اسلیئے اسکی کارکردگی اعلیٰ و ارفع ہونی چاہیئے تاکہ وہ باقی تمام دنیا کے لیئے نمونہ بن سکے۔ آپ جس ملک میں رہیں وہاں کے لوگوں کیلئے نمونہ بن کر رہیں تاکہ دوسرے لوگ آپ کے نقشِ قدم پر چلیں۔ جب آپ کو کسی کے نقشِ قدم پر چلنے کیلئے کہا جائیگا تو سمجھ لیں کہ خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ اپنی خصوصیت اور اپنی منفرد حیثیت کو برقرار رکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی ملک اور نسل کی تفریق کے تمام دنیا کیلئے نمونہ بنایا گیا ہے اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار اور آپؐ کے نمائندے ہیں۔ آپ ہر ملک میں حضرت محمد مصطفےٰ کا نمونہ بننے کی کوشش کریں اور زندگی کے ہر پہلو میں آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔ آپ کے ریزولیوشن اور آپ کے سب کام صرف اسی مقصد کی تکمیل کیلئے ہونے چاہیئں۔ آپ چھوٹے چھوٹے کاموں کیلئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ آپ کے ساتھ نہایت ہی اعلیٰ و ارفع مقاصد کی تکمیل وابستہ ہے۔

رپورٹ جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورٹ لینڈ (اوریگن)

مرزا محمد نعمان صاحب

جماعت احمدیہ پورٹ لینڈ نے تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کرنے کی ابتداء جلسہ سیرۃ النبیؐ سے کی۔ اس جلسہ میں شرکت کے لئے تمام پاکستانی اور ہندوستانی اردو بولنے والے غیراز جماعت افراد کو بذریعہ خط دعوت دی گئی۔ جلسہ کے لئے ۲۳ نومبر ۱۹۸۵ء کا دن مقرر کیا گیا اور ایک چرچ سے ملحقہ ہال کرایہ پر لیا گیا۔ محترم شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ انچارج و امیر جماعت ہائے امریکہ خاص طور پر اس جلسہ میں شرکت کے لئے واشنگٹن سے تشریف لائے۔

جلسہ کی کارروائی پونے چار بجے شام تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو کہ عزیزم ولید احمد نے کی۔ تلاوت کے بعد ڈاکٹر طاہر احمد صاحب نے حاضرین سے محترم شیخ مبارک احمد صاحب کا تعارف کرایا اور آپ کی تبلیغی سرگرمیوں اور خصوصاً ڈاکومنٹری پروگرام کو دیئے گئے چیلنج کے بارے میں حاضرین کو تفصیل سے آگاہ کیا۔ تعارف کے بعد محترم مبارک احمد صاحب کی صدارت میں جلسہ کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے ڈاکٹر خالد خان صاحب جو کہ ایک غیراز جماعت دوست ہیں نے نعت سنائی۔ جلسہ کی پہلی تقریر ایک اور غیراز جماعت مکرم گلزار احمد صاحب نے کی جنہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے خطبہ کا انگریزی ترجمہ سنایا۔ دوسری تقریر مکرم شارق ہاشم صاحب کی تھی جن کی تقریر کا عنوان "بقائے انسانیت اور فلاح انسانیت کے لئے تعلیمات نبوی" تھا۔ اس کے بعد مکرم کمال ابدالی صاحب نے انسانی حقوق اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک جامع تقریر کی۔ اس کے بعد گلزار احمد صاحب نے نعت پڑھی۔ نعت کے بعد مکرم ڈاکٹر فتح احمد صاحب نے

کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ اس کے بعد محمد نعمان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں حضور نے حضرت رسول کریم کے بارے میں اپنے عقیدہ بیان کئے اور آنحضرتؐ کی اعلیٰ اور ارفع شان بیان کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر خالد خان صاحب نے نزول وحی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تقریر کی۔

جلسہ کی آخری تقریر مکرم ڈاکٹر محمد طاہر صاحب کی تھی لیکن وقت زیادہ ہو جانے کے باعث آپ نے اپنا وقت محترم شیخ مبارک احمد صاحب کو دے دیا۔ محترم شیخ مبارک احمد صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ پورٹ لینڈ میں اردو بولنے والوں نے کثرت سے جلسہ میں شرکت کی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ بہتر ہوتا اگر عیسائیوں کو بھی جلسہ میں شرکت کی دعوت دی جاتی تا کہ ان کی بھی غلط فہمیاں دور ہوتیں اور بانی اسلام کے بارے میں ان کی معلومات میں اضافہ ہوتا۔ محترم شیخ صاحب نے اپنی تقریر میں حضورؐ کی سیرت، آپ کے اعلیٰ اخلاق، انسانی حقوق اور بین الاقوامی تعلقات کے بارے میں حضورؐ کی تعلیم کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر نصف گھنٹہ جاری رہی۔ وقت زیادہ ہو جانے کے باوجود نہایت ہی توجہ سے سنی گئی۔ تقریر کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کروائی جس پر اس جلسہ کا اختتام ہوا۔

جلسہ کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں جماعت کی طرف سے کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کا انتظام احمدی خواتین اور ایک غیراحمدی خاتون نے کیا تھا۔ کھانے کے دوران شیخ صاحب کے ساتھ کئی حاضرین نے تبادلہ خیالات کیا اور مختلف موضوعات پر سوالات کئے۔ موسم کی خرابی اور شہر کے بعض حصوں میں سڑکوں پر برف کے باوجود پاکستانی اور ہندوستانی مسلمانوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور فراہم کردہ سیٹیں کم پڑ گئیں۔ اندازہ ہے کہ ایک سو کے لگ بھگ مرد و خواتین جلسہ میں شریک ہوئے جبکہ ساٹھ فیملیوں کو دعوت نامہ بھجوایا گیا تھا۔

جلسہ کے ہال کو حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار، آپ کے ارشادات اور خاتم النبیین کی آیت کے بڑے بڑے پوسٹروں اور دیگر سجاوٹ سے سجایا گیا تھا۔ ہر آنے والے کو ایک بیج دیا گیا جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔ بہت سے غیراز جماعت افراد کے لئے حضرت رسول اکرم کا یوم پیدائش منانے کا یہ طریقہ بالکل انوکھا تھا جس میں کسی قسم کی بدعت اور غیر اسلامی حرکات کا کوئی دخل نہ تھا۔ بہت سے افراد نے جلسہ کے انعقاد پر جماعت احمدیہ پورٹ لینڈ کے احباب کو مبارکباد دی اور بہت مسرت کا اظہار فرمایا۔ امید ہے کہ اس جلسہ کے نتیجہ میں بہت سے غیراز جماعت افراد کے وہ غلط نظریات جو وہ جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں کا ازالہ ہوا ہو گا۔

شیخ صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے جلسہ سے اگلے دن چند افراد کو انفرادی طور پر ڈاکٹر محمد طاہر صاحب کے گھر پر مدعو کیا گیا چنانچہ دو فیملیاں اور ایک ہندو دوست تشریف لائے۔ اور مذہب کی ضرورت اور مذہب کا ارتقاء، ختم نبوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی ضرورت پر کئی سوالات ہوئے جن پر شیخ صاحب نے تفصیل سے جواب دیئے۔ ان دونوں فیملیوں اور ایک اور فیملی کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ختم نبوت کے بارے میں تقریر جو حضور نے ضیاء افغانستان کے آخری دن فرمائی کی ویڈیو شوئنگ بھی دکھائی گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے اور تبلیغ کے میدان میں مزید مساعی کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے اچھے نتائج پیدا فرمائے۔

روزہ و اجتماعی دعا

مرکز سے موصولہ ہدایت کے پیش نظر جماعت احمدیہ پورٹ لینڈ نے ۲۶ دسمبر کو روزہ اور اجتماعی دعا کا انتظام کیا۔ ۲۵ دسمبر کو تمام احباب جماعت کو یاد دہانی کروائی گئی چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام بالغ اور بعض نابالغ افراد نے نفلی روزہ رکھا۔ افطاری کے وقت تمام احباب جماعت مکرم ڈاکٹر محمد طاہر صاحب کے مکان پر اکٹھے ہوئے۔ ڈاکٹر محمد طاہر صاحب نے اس اجتماع کے مقصد پر روشنی ڈالی اور پھر اجتماعی دعا کی گئی۔ دعا کے بعد اذان کے ساتھ افطاری کی گئی اور نماز مغرب باجماعت ادا کی گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نفلی روزہ اور دعاؤں کو قبولیت بخشے اور جماعت احمدیہ کو امتحان میں پورا اترنے کی توفیق دے اور اعلیٰ اور نمایاں فتح سے نوازے۔ آمین۔

نقلِ اشتہار

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ ـــ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحِیْمِ الرَّحْمَانِ

استدلالِ قرآن برائے احمدیان مظلومان ❊ فتویٰ حاکم پاکستان بمعہ مُلّا و مولویان

مسٹر ضیاء خان ظالمان و مکذبان ❊ ظالم کے مؤیدان پاکستان، ترکستان، ایران

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الانعام آیت ۵۳)

(ترجمہ)

اور مت ہانک دے ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح و شام۔ چاہتے ہیں اُس کا یعنی اللہ کا مُنہ (دیکھنا)، نہیں اُوپر تیرے حساب ان کے سے کچھ اور نہ حساب تیرے سے اُوپر اُن کے کچھ۔ پس ہانک دے ان کو پس ہو جاوے تو ظالموں سے ۔

۱۲۔ مئی ۱۹۸۴ء کو ہُوا اظہار

سورۃ نتج والا فتح علی فقیر

دُعا گو کُل انسان و خادم الفقراء منظور ونحق

ہیڈ آستان ◇ شہر سیہون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزار "شہباز قلندر" سیہون شریف ضلع دادو۔ سندھ کے متولی (دنیا کے سب سے زیادہ دراز قد) محمد عالم چنّہ نے بتایا کہ:

اس گدّی کے "خلیفہ فتح علی فقیر" درگاہ شریف "خیر محمد صوفی فقیر" نزد کرونڈی ضلع خیرپور میں مقیم ہیں:

اس درویش منش خدا رسیدہ نوّے سالہ بزرگ نے فرمایا:—

"جس دن صدر صاحب ضیاء الحق نے جماعت احمدیہ کے خلاف نیا آرڈیننس جاری کیا تھا، مجھے سن کر دکھ اور رنج ہوا کہ یہی ایک جماعت دین کی خدمت میں کوشاں ہے، یہ تو بڑا ظلم ہے۔ اسی غصہ میں کرونڈی گیا۔ پریذیڈنٹ جماعت سے کہا کہ آپ لوگ اذان دلائیں میں ادھر بیٹھا ہوں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے مرکز سے بھی اس حکم پر عمل کرنے کی ہدایت ہے تب میں اسی حالت میں واپس آگیا لیکن مجھے سخت تکلیف تھی چین نہیں تھا۔ میں کراچی چلا گیا اور دعا کرتا رہا کہ اے خدا۔ یہ جماعت تیرے دین کی خادم ہے۔ ان کے خلاف ایسا حکم جاری کرنے والا تو میرے نزدیک بڑا ظالم ہے۔ مجھے آواز آئی **قرآن کھولو**۔ میں نے کہا کہ قرآن تو میں ہر روز پڑھتا ہوں۔ پھر آواز آئی۔ **قرآن کھولو تمہارے دکھ کا تدارک ہو جائے گا**۔ اسی طرح تیسری دفعہ بھی یہی آواز آئی۔ یہ ۱۲ مئی ۱۹۸۴ء کا واقعہ ہے۔

تیسری آواز پر میں اٹھا وضو کیا۔ قرآن مجید کو بغیر فال کھولا تو میرے سامنے سورۃ انعام کی آیت ۵۳ پر میری نظر پڑی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

> تو ان لوگوں کو جو اپنے رب کو صبح و شام اس کی توجہ چاہتے ہوئے پکارتے ہیں مت دھتکار ان کے حساب کا کوئی حصہ بھی تیرے ذمہ نہیں اور تیرے حساب کا کوئی حصہ ان کے ذمہ نہیں۔ پس اگر تو انہیں دھتکارے گا تو تو ظالم ہو جائے گا۔

پس اس پر میں نے سمجھ لیا کہ خدا کے نزدیک یہ لوگ ظالم ہیں اور یہ اس کی سزا سے نہیں بچ سکتے تو میں نے چاہا کہ اس **الٰہی ارشاد** کو پاکستان کے صدر۔ اور گورنر صاحبان۔ افواج کے افسران اور شرعی عدالت کے ممبران تک پہنچا دوں۔ یہ میرا فریضہ ہے چنانچہ میں اشتہار لکھنے بیٹھا۔ اشتہار کا مضمون بھی **القاءِ الٰہی** تھا۔ میری اپنی مرضی کا اس میں دخل نہیں ہے۔ اس آیت کی بناء پر لکھا کہ قرآن مجید کی رو سے احمدی مظلوم ہیں۔ فتویٰ دینے والے حکام پاکستان بمعہ مقلد مولویان۔ مسٹر ضیاء الحق خان۔ ظالمان دہشت گردان۔ اور ان ظالموں کے مؤید پاکستان، ترکستان، ایران، سعودی عربستان خواہ جاپان، حاسدان جاہلان و بدکاران۔ گویا سب اس آیت کے ماتحت ظالم ہیں جو اس ظلم کی سزا پائیں گے۔ انشاء اللہ۔

میں نے یہ اشتہار دس ہزار ۱۰،۰۰۰ کی تعداد میں شائع کر کے صدر پاکستان ضیاء الحق اور چاروں صوبوں کے گورنر صاحبان۔ تینوں افواج کے سربراہان۔ مجلس شوریٰ کے ممبران۔ شرعی عدالت کے جج صاحبان کو رجسٹریاں کیں اور باقی اس طرح تقسیم کروا دیئے۔ میرے مریدوں نے کہا کہ تم حکومت سے ٹکر لے رہے ہو گرفتار ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ **خدا کا حکم** میں نے پہنچا دیا، اچھا پہنچا دیا اب جو ہوتا ہے ہو۔"

(ماخوذ از مکتوب عبدل خان - ناقل ابن الوفا)

مجلسِ عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۸ نومبر ۱۹۸۵ بروز جمعۃ المبارک بمقام مسجد فضل لندن

نوٹ :۔ اس مجلس میں حضورؒ سے چار سوالات دریافت کیئے گئے۔ ان میں سے ایک کے جواب کا خلاصہ پیش خدمت ہے :۔

سوال : جماعت احمدیہ کو حکومتِ پاکستان نے غیر مسلم کیوں قرار دیا ؟ (ایک غیر از جماعت دوست کا سوال)

جواب : فرمایا۔ کیا کسی بھی انسان کا ضمیر اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ جس مذہب سے تعلق رکھنے کا تم دعویٰ کرتے ہو اُس کے ساتھ تمہارا کوئی واسطہ نہیں اور اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو پھر کسی جمہوری حکومت کو یہ فیصلہ کرنے کا کیا حق ہے؟ لیکن اسلام کے نام پر ایسا کیا گیا ہے۔ حالانکہ انسانی حقوق کا اس عہد میں تحفظ کیا گیا کہ ہر مذہب کے ساتھ ہی منصفانہ فیصلہ کرنا ہوگا خواہ وہ فیصلہ ان لوگوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو جو فیصلہ دے رہے ہیں۔ پوری اسلامی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ تم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو لیکن چونکہ دل سے مسلمان نہیں اسلیئے ہم نے اعلان کر دیا کہ تم مسلمان نہیں۔ البتہ اسکے برعکس ایک واقعہ اسلامی تاریخ میں ایک روشن ستارے کی طرح چمک رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک صحابی نے میدانِ جنگ میں اپنے مدِّ مقابل کافر کو کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا اور جواز پیش کیا کہ اس نے ڈر کے مارے اور جان بچانے کے خوف سے زبان سے کلمہ کے الفاظ ادا کر دیئے۔ آنحضرت صلعم اس واقعہ کو سن کر بہت ناراضگی کا اظہار کیا اور بار بار فرماتے تھے کہ کیا تم نے اُس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ اُس نے دل سے کلمہ کا اقرار نہ کیا۔ وہ صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں شدت سے خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں اس واقعہ کے بعد اسلام لاتا تاکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے بچ جاتا۔

فرمایا۔ حکومتِ پاکستان نے اس دلیل کو وجہِ جواز بناکر کہ جماعت احمدیہ دوسرے مسلمانوں کے عقیدے کے برعکس ایک نئے نبی کو مانتی ہے اور چونکہ اسلام میں آنحضرت ؐ کے بعد نبوت کی کوئی گنجائش نہیں، احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے نیز اعلان کیا ہے کہ چونکہ ہم نے فیصلہ کر دیا ہے کہ احمدی غیر مسلم ہیں اسلیئے اگر آج کے بعد احمدیوں نے اپنے آپ کو مسلمان کہا یا اذان دی یا اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کے نام سے پکارا۔ غرضیکہ کسی بھی طور طریقے سے یہ ظاہر کیا کہ وہ مسلمان ہیں تو اسکی سزا تین سال کی قید اور جائداد کی ضبطی وغیرہ کی شکل میں دی جائیگی۔

فرمایا۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح کیلئے نبی تو آئیگا اور اس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ رکھا ہوا ہے اور ضرورت پڑنے پر انہیں دوبارہ زمین پر اتار لیا جائیگا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے نئی نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے لیکن پرانا نبی واپس آسکتا ہے اور اُسکے آنے سے آنحضرت ؐ کے آخری نبی ہونے پر کوئی فرق نہ پڑے گا۔ آنے والے عیسیٰؑ کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ آپؐ نے ایک حدیث میں اُسے چار مرتبہ "نبی اللہ" کہا ہے۔ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں وہ لا نبی بعدی والی حدیث بھی پیش کرتے ہیں۔ بعد کا یہ عرصہ کتنی دیر کا ہے؟ اس کیلئے بھی ہمیں آنحضرت ؐ کی طرف ہی رجوع کرنا پڑے گا۔ ایک دوسری جگہ پر آپؐ نے فرمایا ہے کہ میرے اور میرے مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس طرح عرصہ کا تعین آنحضرت ؐ نے خود ہی فرما دیا۔ ان دونوں احادیث میں جو تضاد بظاہر نظر آ رہا ہے اس کا صرف یہی حل ہے کہ لا نبی بعدی کا عرصہ اس وقت تک ہے جب تک کہ مسیح موعود نہ آجائے۔ جو کہ یقیناً نبی ہوگا۔ آنحضرت ؐ کے اقوال میں تضاد ہو ہی نہیں سکتا۔ اب سوال یہ ہے کہ آنحضور ؐ کی پیشگوئی کے مطابق جب مسیح علیہ السلام آئیں گے تو اس سے مراد اسرائیلی مسیح ہیں یا تمثیلی رنگ میں کسی نئے آنیوالے کو عیسیٰ ابنِ مریم کہا گیا ہے۔ جس طرح کسی سخی آدمی کو حاتم کہا جاتا ہے۔ آئیے ہم گزشتہ مذہبی تاریخ پر نظر ڈالیں کہ آیا خدا تعالیٰ نے پہلے بھی اس قسم کی تمثیلی زبان استعمال کی ہے یا نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ توریت میں پیشگوئی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سے پہلے ایلیا نبی جو اپنے جسم عنصری اپنی پرانی شکل میں آسمان پر موجود ہیں، زمین پر نیچے اتریں گے اور مسیح کیلئے راستہ صاف کرینگے۔ حضرت عیسیٰؑ سے جب یہودیوں نے یہ سوال کیا کہ ہم آپ کو کیسے مان لیں۔ آپ سے پہلے تو ایلیا نے آنا تھا۔ اس پر حضرت عیسیٰؑ نے جواب دیا کہ وہ تو ایک تمثیلی زبان تھی اور ایلیا سے مراد حضرت یحییٰؑ تھے لیکن یہودی نہ مانے کہ جب تک ایلیا کو آسمان سے اترتے نہ دیکھیں گے مسیح کو نہیں مانیں گے۔ چنانچہ وہ آج تک ایلیا کا انتظار کر رہے ہیں کیونکہ اُن کے مطابق مسیح نے ایلیا کے بعد آنا ہے۔ پس جو حالات مسیح اول کو پیش آئے بعینہٖ وہی حالات مسیح دوم کو پیش آ رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں اور اس کے ثبوت میں قرآن کریم کی تیس آیات اور متعدد احادیث نبویہ پیش کی جاسکتی ہیں۔

فرمایا۔ آنحضرت ؐ کی ایک حدیث لا المھدی الاّ عیسیٰ (مہدی ہی عیسیٰ ہیں) میں بظاہر جو تضاد ہے وہ صرف جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق ہی حل ہوسکتا ہے کیونکہ عام مسلمانوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے اور مہدیؑ پیدا ہوں گے تو پھر بقول اُن کے یہ دونوں ایک کیسے ہونگے۔ ہاں اگر یہ مانا جائے کہ آنیوالا مسیح نیا آدمی ہوگا تو اس صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی فرد ہوگا تو کوئی تضاد نہیں رہتا پھر یہ تضاد یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ حضور اکرم ؐ نے آنیوالے اور پرانے مسیح کا حلیہ مختلف بیان فرمایا ہے۔ آنحضرت ؐ نے دونوں کو ابن مریم کہا ہے۔ پرانے مسیح کا حلیہ یہ بیان کیا ہے کہ رنگ سرخی مائل، بال گھنگھریالے اور کندھے چوڑے یعنی فلسطینیوں جیسا حلیہ جبکہ نیا اپنی آنے والے مسیح کا رنگ گندمی۔ بال بالکل سیدھے اور کالے گویا ابھی نہا کے نکلا ہو اور پانی کی بوندیں ٹپک رہی ہوں۔ اسی طرح حضور اکرم ؐ نے پرانے اور نئے مسیح کے معجزات کو بھی الگ الگ بیان فرمایا ہے۔

فرمایا۔ ہمارا عقیدہ آیت خاتم النبیین کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے۔ خاتم کے کئی

the Jerusalem Centre for Biblical Studies and Research.

From the historical and astronomical evidence available, the most likely date for Christ's birth was somewhere between Aguust 24 and September 9 in what we now call 12 BC.

Research begins, naturally enough, with the New Testament version of the first Christmas, which is mentioned only in the Gospels of St Matthew and St Luke.

St Matthew (Chapter 2, verse 1) fixes it as during the reign of Herod. St Luke says it was at a time when Caesar Augustus ruled in Rome and called for all the world to be taxed, and when Cyrenius was governor in Syria (Chapter 2, verses 1 and 2).

According to the nearest thing to a contemporary account, by Josephus, the Jewish historian writing towards the end of the first century AD, Herod died in what we call 4 BC. The only well-known census and taxing organized by Cyrenious, however, was in 6 AD. The two dates do not coincide.

It is here that Mr Fleming has re-read carefully the relevant verse in St Luke and noted that it says "this taxing was first made when Cyrenius was governor". He decided that perhaps there had been an earlier census.

Corroborative evidence has just been produced by Mr. Jerry Vardaman, director of the Cobb Institute of Archaeology in Mississippi. He has discovered what he calls "micrograffiti"—minute writing on coins and medals, so small that it is visible only with a powerful magnification.

He decided to look for this kind of engraving because of a reference in the Book of Jeremiah (Chapter 17, verse 1) to the use of "a pen of iron and with the point of a diamond". He decided this image must have been drawn from a knowledge of existing engraving technology, and started a microscopic study of coins of the period.

He is now preparing a paper which claims to show that the tiny letters, made in the original die-stamp to foil counterfeiters, carry all kinds of inscriptions, including reference to a census in 12 BC.

A further pointer to that year is "the star in the east". Its description in St Matthew, showing that it was seen, then disappeared from the sky and then reappeared, bears a marked resemblance to what happens with a comet.

معنی ہیں۔ مثلاً سب سے بہتر اور افضل۔ تمام پرانے علماء نے بھی خاتم کے یہی معنی کیے ہیں
یعنی اس کا مطلب بہترین اور مکمل ہونے کے ہیں۔ جس طرح بہترین شاعر کو خاتم الشعراء
کہا جاتا ہے اسی طرح خاتم النبیین وہ نبی ہوگا جس کا مذہب مکمل اور بہترین ہو اور جس کی شریعت
میں اصلاح کی گنجائش نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اسلام کو مکمل دین قرار دیا ہے۔ اس لحاظ
سے مکمل شریعت لانے والا نبی بھی مکمل اور بہترین ہے۔ خاتم النبیین کے دوسرے معنی ہیں نبیوں کی
مہر۔ اللہ تعالیٰ نے تمام پرانے انبیائے کرام کا قرآن کریم میں ذکر کر کے آنحضرت کے ذریعے ان کی
سچائی کی تصدیق کر دی ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے تمام انبیاء کی صداقت کا اعلان کیا ہے۔
تیسرے معنی انگوٹھی کے ہیں جو زیبائش کے طور پر استعمال ہوتی ہے اسی طرح خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت
نبیوں کی زیبائش ہیں۔ جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق صرف اسلام کی مکمل پیروی کرنے والا شریعت کا پیروکار
امتی نبی ہو سکتا ہے۔ امام مہدی کا یہی مقام ہے۔ [illegible] ۱۹۷۴ء میں ۱۴ دن تک پاکستان اسمبلی میں ہوتی رہی۔
حکومت پاکستان نے اس کی روداد کو شائع نہیں کیا۔ اگر واقعی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ احمدی غلطی پر ہیں تو روداد شائع
کر دینی چاہیے

In 12 BC, Halley's Comet made one of its rare appearances. It could be seen from August 24, disappeared temporarily while it rounded the sun on September 10, and then faded into outer space again on October 17 of the year.

If, as other evidence suggests, Halley's Comet did not appear until 10 BC, this does not divert Mr Fleming from his theory. The Wise Men could well have come to visit the baby when he was two years old, he said, but the time would still have been the same because of reference to the shepherds "abiding in the field".

Shepherds around Bethlehem abide in the fields to this day, but not during December.

Mr. Fleming blames the Byzantine scholars of the fourth and fifth centuries for getting the dates wrong. He argues that they assumed that when St Luke said Christ was about 30 when he began to preach, he was exactly 30.

They then fixed the date from the mention in St Luke (Chapter 3, verse 1) which claims that the vision of St John the Baptist and then of Christ began in "the 15th year of the reign of Tiberious Caesar".

So far as the December date is concerned, this was simply a takeover by early Christians of an old pagan feast.

On the evidence, Christ was nearer 40 than 30 when he began his preaching and probably in his mid-40s by the time of the Crucifixion.